82559-درس شروع کرنے سے قبل تین سو بار درود پڑھنے کا مطالبہ

سوال

میں تلاوت کے احکام اور تجوید کے درس میں شریک ہوتا ہوں، لیکن استاد سبق شروع کرنے سے قبل سب حاضرین کو کہتا خاموشی سے تین سو بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں، اس کا کہنا ہے کہ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا روز قیامت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل کرنے کا سبب ہے، وہ اس کے متعلق ایک حدیث بھی سناتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" تم میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھنے والا روز قیامت میرے سب سے زیادہ قریب ہو گا "

تو کیا اس طرح کے عمل میں اس کے ساتھ شریک ہونا جائز ہے، اور اگر نہیں تو کیا میرے لیے خاموشی سے اس کے بدلے کوئی اور ذکر مثلا استغفار کرنا جائز ہے ؟

پسندیدہ جواب

سبق شروع ہونے سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس معین تعداد میں درود پڑھنے کا التزام کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہیں، اور نہ ہی صحابہ کرام اور تابعین عظام سے ثابت ہے، اور جو عمل بھی ایسا ہو جس کا ثبوت نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور نہ ہی صحابہ کرام سے تو وہ نئی ایجاد کردہ بدعت ہے. جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کرتے ہوئے فرمایا :

" تم نئے نئے امور ایجاد کرنے سے اجتناب کرو، کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے "

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (42) سنن ترمذی حدیث نمبر (2600) سنن ابو داود حدیث نمبر (3991) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع حدیث نمبر (2549) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1718).

یہ عمل اس لیے بدعت ہے کہ عبادت کے لیے ضروری ہے کہ وہ فی ذاتہ مشروع ہو اسی طرح اس کی کیفیت اور وقت اور مقدار بھی مشروع ہونی چاہیے؛ کیونکہ اللہ کی عبادت تو اسی طرح ہو سکتی ہے جو کتاب اللہ میں مشروع ہوئی ہو یا پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس کی مشروعیت ثابت ہو.

بعض اوقات ذکر اور ورد اصل میں تو مشروع ہوتا ہے لیکن اس کی کیفیت یا کسی جگہ یا وقت کے ساتھ تعیین کرنے یا اس میں مخصوص عدد داخل کرنے سے وہ بدعات میں شامل ہو جاتا ہے.

اس کی دلیل مسند دارمی کی درج ذیل روایت ہے :

عمرو بن سلمہ بیان کرتے ہیں ہم صبح کی نماز سے قبل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کے دروازے پر بیٹھ جاتے اور جب وہ باہر نکلتے تو ہم ان کے ساتھ مسجد چلے جاتے، ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی آئے اور دریافت کیا کیا ابوعبدالرحمن باہر آئے ہیں ؟ تو ہم نے عرض کیا نہیں تو وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے، اور جب وہ باہر نکلے تو ہم سب اٹھ کر چل دیے تو ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما سے عرض کی اے ابوعبدالرحمن میں نے ابھی ابھی مسجد میں ایک کام دیکھا ہے اور مجھے وہ اچھا نہیں لگا، اور الحمدللہ وہ اچھا ہی معلوم ہوتا ہے، ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما نے دریافت کیا وہ کیا ؟

تو ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے کہنے لگے اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے، وہ بیان کرنے لگے :

میں نے مسجد میں لوگوں کو نماز کا انتظار کرتے ہوئے دیکھا کہ وہ حلقے باندھ کر بیٹھے ہیں اور ہر حلقے میں لوگوں کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں اور ایک شخص کہتا ہے سو بار تکبیر کہو، تو وہ سو بار اللہ اکبر کہتے ہیں، اور وہ کہتا ہے سو بار لاالہ الا اللہ کہو تو وہ سو بار لاالہ الا اللہ کہتے ہیں، وہ کہتا ہے سو بار سبحان اللہ کہو تو وہ سو بار سبحان اللہ کہتے ہیں.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں : تو پھر آپ نے انہیں کیا کہا ؟

ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب دیا :

میں نے انہیں کچھ نہیں کہا میں آپ کی رائے اور حکم کا انتظار کر رہا ہوں.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کہنے لگے :

تم نے انہیں یہ حکم کیوں نہ دیا کہ وہ اپنی برائیاں شمار کریں اور انہیں یہ ضمانت کیوں نہ دی کہ ان کی نیکیاں ضائع نہیں کی جائيگی ؟

پھر وہ چل پڑے اور ہم بھی ان کے ساتھ گئے حتی کہ وہ ان حلقوں میں سے ایک حلقہ کے پاس آکر کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے : یہ تم کیا کر رہے ہو ؟

انہوں نے جواب دیا : اے ابوعبدالرحمن کنکریاں ہیں ہم ان پر اللہ اکبر اور لاالہ الا اللہ اور سبحان اللہ پڑھ کر گن رہے ہیں.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا :

تم اپنی برائیوں کو شمار کرو، میں تمہاری نیکیوں کا ضامن ہوں وہ کوئی ضائع نہیں ہوگی، اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم افسوس ہے تم پر تم کتنی جلدی ہلاکت میں پڑ گئے ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کتنے وافر مقدار میں تمہارے پاس ہیں، اور ابھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے بھی بوسیدہ نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کے برتن ٹوٹے ہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے کیا تم ایسی ملت پر ہو جو ملت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقہ سے زیادہ ہدایت پر ہے یا کہ تم گمراہی کا دروازہ کھولنے والے ہو.

انہوں نے جواب دیا : اے ابوعبدالرحمن ہمارا ارادہ تو صرف خیر و بھلائی کا ہی ہے.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما نے جواب دیا :

اور کتنے ہی خیر و بھلائی کا ارادہ رکھنے والے اسے پا نہیں سکتے.

تو ہر خیر و بھلائی کا ارادہ رکھنے والا اسے پا نہیں سکتا ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ :

"کچھ لوگ قرآن مجید پڑھینگے لیکن وہ ان کے حلقوم سے نیچے نہیں جائیگا"

اور اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں ہوسکتا ہے ان کی اکثریت تم میں سے ہو یہ کہہ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ وہاں سے چل دیے، عمرو بن سلمہ بیان کرتے ہیں ہم نے ان حلقوں میں بیٹھنے والے عام افراد کو نھروان کی لڑائی والے دن خارجیوں کے ساتھ دیکھا کہ وہ ہم پر طعن کر رہے تھے"

سنن دارمی حدیث نمبر (204).

آپ ذرا اس عمل کے متعلق صحابی رسول ابو موسی اشعری اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کا موقف دیکھیں اور غور کریں کہ ان دونوں نے اس کیفیت کا انکار کیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر میں اختیار نہ کی اور نہ ہی صحابہ کرام نے اس کیفیت پر عمل کیا، اگرچہ اصل میں اللہ کا ذکر کرنا مشروع اور قابل تعریف اور مرغوب عمل ہے.

اور پھر اہل علم نے متنبہ کیا ہے کہ عبادت کسی وقت یا جگہ سے مخصوص کرنی یا پھر عبادت کو کسی مخصوص کیفیت میں متعین کرنا جو شریعت میں ثابت نہ ہو اسے بدعت اور دین میں نئے ایجاد کردہ امور کے ساتھ ملحق کر دیتا ہے اور اسے اس صورت میں اضافی بدعت کا نام دیا جاتا ہے، تو اصل کے اعتبار سے مشروع ہے لیکن صفت کے اعتبار سے بدعت ہوگی.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ انکار اور انہیں اس کام سے روکنا بدعتیوں اور اختراعات کرنے والوں کا رد اور قطعی حجت کا متقاضی ہے جو ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ نماز اور قرآن اور اذکار میں کیا چیز مانع ہے ؟! ہم تو صرف خیر و بھلائی کے لیے اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ایسا کرتے ہیں.

انہیں اس کا جواب یہ دیا جائیگا کہ :

عبادت کے لیے واجب ہے کہ وہ اصل اور کیفیت اور ہیئت میں مشروع ہو، اور جو چیز شریعت میں عدد کے ساتھ مقید ہے اس سے تجاوز کرنا جائز نہیں، اور جو شریعت میں مطلق ہے اسے کسی بدعتی شخص کے لیے بھی محدود کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنے سے تو شریعت کا مقابلہ ہوگا.

اس مسئلہ کی تائید سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے اس قصہ سے بھی ہوتی ہے انہوں نے ایک شخص کو طلوع فجر کے بعد دو رکعت سے زائد نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا تو اسے ایسا کرنے سے منع کیا تو وہ شخص کہنے لگا :

اے ابو محمد کیا اللہ تعالی مجھے نماز ادا کرنے پر عذاب دے گا ؟

تو انہوں نے جواب دیا : نہیں، لیکن تجھے سنت کی مخالفت کرنے پر عذاب دے گا"

آپ اس جلیل القدر تابعی رحمہ اللہ کی فقہ اور سمجھ دیکھیں کیونکہ سنت تو یہی ہے کہ طلوع فجر کے بعد نماز فجر کی سنت مؤکدہ دو رکعت ادا کی جائیں یہی سنت ہے، اس سے زائد نہیں اور پھر فجر کے فرض ادا کیے جائیں.

اور امام مالک رحمہ اللہ سے بھی ایسا ہی واقعہ ملتا ہے ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا :

اے ابو عبداللہ میں احرام کہاں سے باندھوں ؟

تو انہوں نے جواب دیا : ذی الحلیفہ سے احرام باندھو جہاں سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تھا.

تو شخص کہنے لگا : میں مسجد نبوی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس احرام باندھنا چاہتا ہوں.

امام مالک رحمہ اللہ کہنے لگے : ایسا مت کرنا مجھے خدشہ ہے کہ تم فتنہ میں نہ پڑ جاؤ.

وہ شخص کہنے لگا : یہ کونسا فتنہ ہے ؟ بلکہ صرف چند میل ہی میں زیادہ کر رہا ہوں.

تو امام مالک رحمہ اللہ کہنے لگے :

اس سے بڑا فتنہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ تم یہ سمجھ رہے ہو کہ اس فضیلت کی طرف سبقت لے جارہے ہو جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پایا اور کوتاہی کی ہے ؟!

میں نے اللہ کا یہ فرمان سنا ہے :

.{ان لوگوں کو ڈرتے رہنا چاہیے جو اللہ کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں کہ کہیں انہیں فتنہ یا پھر عذاب الیم نہ پہنچ جائے }.النور(63).

صحابہ کرام اور تابعین عظام اور آئمہ کی فقاہت و سمجھ تو یہ تھی، لیکن یہ بدعتی لوگ کہتے ہیں کونسا فتنہ بلکہ یہ تو نماز اور ذکر اور چند میل ہی ہیں جن سے ہم اللہ کا قرب حاصل کر رہے ہیں.

اس لیے کسی بھی عقلمند کو ان لوگوں کی باتوں کے دھوکہ میں نہیں آنا چاہیے، کیونکہ شیطان نے ان کے لیے اعمال کو مزین کر رکھا ہے، اور وہ اپنے مشائخ اور پیروں اور بزرگوں کی مخالفت کرنا پسند نہیں کرتے اور وہ اپنے بزرگوں کے طریقہ کو نہیں چھوڑنا چاہتے.

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" ابلیس کو معصیت سے زیادہ بدعت پیاری اور محبوب ہے کیونکہ معصیت وگناہ سے توبہ کی جاسکتی ہے، اور بدعت سے نہیں.

یہ جان لو کہ انسان جو بھی بدعت کرتا ہے اس کے مقابلہ میں اس طرح کی یا اس سے بہتر کوئی نہ کوئی سنت ضرور ترک کرتا ہے، اس لیے ان ایجاد کردہ اذکار اور دعاؤں کو پڑھنے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ اذکار اور دعاؤں سے سب سے بڑے جاہل ہوتے ہیں، ان میں بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے جنہیں صبح اور شام کی دعائیں یاد ہوں اور وہ صبح اور شام سو بار سبحان اللہ وبحمدہ کہتا ہو، یا

" أصبحنا على فطرة الإسلام وكلمة الإخلاص ودين نبينا محمد صلى الله عليه وسلم وملة أبينا إبراهيم حنيفا وما كان من المشركين "

پڑھتا ہو.

یا پھر " أصبحنا وأصبح الملك لله رب العالمين اللهم إني أسألك خير هذا اليوم فتحه ونصره ونوره وبركته وهداه وأعوذ بك من شر ما فيه وشر ما بعده "

یا وہ " سبحان الله عدد خلقه، سبحان الله رضا نفسه، سبحان الله زنة عرشه، سبحان الله مداد كلماته "

پڑھتا ہو.

اس کے علاوہ دوسری صبح وشام کی دعائیں جو سنت سے ثابت ہیں وہ پابندی سے پڑھتا ہو.

حاصل یہ ہوا کہ آپ کے لیے ان بدعتی اذکار میں اس کے ساتھ شریک ہونا جائز نہیں ہے.

شاطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

تو پھر بدعت کی تعریف یہ ہوئی کہ دین جو نیا طریقہ اختراع کر لیا جائے اور شریعت کا مقابلہ کرے، اس پر چلنے سے اللہ کی عبادت میں مبالغہ کرنا مقصود ہو، کہ عبادت زیادہ کی جائے تو یہ بدعت کہلاتا ہے...

اور اس میں یہ بھی شامل ہے :

کیفیت و ہئیت کی تعیین کرنے کا التزام کرنا، مثلا ایک ہی آواز میں اجتماعی ذکر کرنا، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کے دن کو جشن منانا اور اسے عید منانا اور اس طرح کے دوسرے امور.

اور اس میں یہ بھی شامل ہے :

معین عبادات کا معین اوقات میں التزام کرنا جن کی تعیین شریعت میں نہ ملتی ہو، مثلا پندرہ شعبان کو نصف شعبان کا روزہ رکھنا، اور اس رات قیام کرنا " انتہی

دیکھیں : الاعتصام (1/37-38).

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا سب عظیم عبادات میں سے ایک عظیم عبادت والا کام ہے، اور اللہ کے قرب کا باعث ہے، لیکن تلاوت کا ہر سبق شروع کرنے سے قبل اور پھر اس معین تعداد میں درود پڑھنے کا التزام کرنا ایسا عمل ہے جو نہ تو شریعت میں وارد ہے، اور نہ ہی صحابہ کرام نے ایسا کیا، تو اس طرح یہ نئی ایجاد کردہ بدعت ہوگی، چاہے اس پر عمل کرنے والے کا مقصد خیر ہی ہو، کیونکہ کتنے ہی خیر و بھلائی کا ارادہ رکھنے والے خیر کو نہیں پاسکتے، جیسا کہ اوپر ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں بیان ہو چکا ہے.

اس لیے اس استاد کو نصیحت کرتے ہوئے اس کے سامنے یہ واضح اور بیان کرنا ضروری ہے کہ جو وہ عمل کروا رہا ہے اور کر رہا ہے وہ سنت نہیں، بلکہ بدعت ہے، اگر تو استاد بات مان لے تو الحمد للہ، اور اگر وہ تسلیم نہیں کرتا اور اس استاد کے علاوہ کسی اور استاد سے تلاوت و تجوید کی تعلیم حاصل کرنا ممکن ہو جو بدعتی نہ ہو بلکہ سنت پر عمل کرنے والا ہو تو اس بدعتی استاد کو بطور زجر ترک کرنا ضروری ہے، تا کہ اس کے پاس پڑھنے والوں میں بھی یہ بدعت سرایت نہ کر جائے.

اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو سنت سے محبت عطا فرمائے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے محبت کی توفیق بخشے.

مزید فائدہ کے لیے آپ سوال نمبر (22457) اور (21902) اور (20005) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم.